چہرے کا پردہ
قرآنی آیات کی روشنی میں

حافظ محمد زبیر

(دوسری قسط)

(۳) دلالت اولیٰ کے طریق سے:

آیت کا حصہ "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ" کی دلالت اولیٰ سے چہرے کا پردہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کے اس حصے میں مؤمن عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے سینوں کو خوب اچھی طرح ڈھانپیں اور اپنی قمیضوں پر ایک اضافی چادر ڈال لیا کریں تا کہ ان کی گردن اور سینے کے ابھار وغیرہ ظاہر نہ ہوں، اور اس طرح فتنے کے ادنیٰ سے اندیشے کو بھی ختم کیا جا سکے۔ چونکہ چہرے کو کھلا رکھنے میں سینوں پر بکل نہ مارنے کی نسبت فتنے کا زیادہ اندیشہ ہے اس لئے چہرے کو ڈھانپنے کا حکم اس نص سے بطریق اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ "ولا تقل لهما اف" میں بظاہر تو والدین کو اُف کہنے سے منع کیا گیا ہے لیکن دلالت اولیٰ کے طریق سے والدین کو برا بھلا کہنا، گالیاں دینا اور مارنا بھی اسی نص کے تحت منع ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیۂ مبارکہ کے نزول کے بارے میں بیان فرماتی ہیں:

> "يرحم الله نساء المهاجرات الأول. لما انزل الله ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شققن مروطهن فاختمرن بها" (۸۷)
>
> "اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے! جب اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جيُوْبِهِنَّ﴾ نازل فرمائی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنا لیا۔"

اس بارے میں حافظ ابن حجر کا قول ہے:

> "فاختمرن ای غطين وجوههن" (۸۸)

''فاختمرن'' سے مراد ہے انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔''

(۴) فعل لازم کا استعمال:

﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ میں مطلقاً زینت کے اظہار سے منع کیا گیا ہے یعنی ہر قسم کی زینت اور اس میں چہرے کی زینت بھی داخل ہے اور ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (سوائے اس کے جو اس زینت میں سے خود بخود ظاہر ہو جائے) میں فعل لازم استعمال ہوا ہے جس سے مراد ایسی زینت ہے کہ جس کا چھپانا ممکن نہ ہو، جیسے کپڑے، گاؤن، مہندی، سرمہ یا برقعے وغیرہ کی زینت۔ البتہ اگر نص میں فعل متعدی کے ساتھ ''اِلَّا مَا اَظْهَرْنَ مِنْهَا'' (سوائے اس کے جو وہ اس زینت میں سے ظاہر کریں) کے الفاظ ہوتے تو ایسی صورت میں چہرے کو مستثنیٰ سمجھا جا سکتا تھا، کیونکہ چہرے کی زینت ظاہر کی جاتی ہے نہ کہ خود بخود ظاہر ہوتی ہے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر:

حضرت عبداللہ ابن مسعود کی تفسیر سے بھی اس آیت مبارکہ سے چہرے کا پردہ ثابت ہوتا ہے۔

(۱) ابن جریر طبری نے ''جامع البیان'' میں ''الا ماظہر منھا'' کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

''حدثنی یونس، قال اخبرنا ابن وهب، قال اخبرنی الثوری، عن ابی اسحاق الهمدانی، عن ابی الحوص عن ابن مسعود قلا ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: الثیاب'' (۸۹)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ''وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد کپڑے ہیں۔''

(۲) امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت اس سند کے ساتھ نقل کی ہے:

''اخبرنی عبداللہ بن محمد الصیدلانی ثنا اسمٰعیل بن قتیبه ثنا ابوبکر بن ابی شیبه ثنا شریک عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبداللہ ﴿وَلَا

يُبْدِينَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ قال لا خلخلال ولا شنف ولا قرط ولا قلادة ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال الثياب" (۹۰)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زینت کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد پازیب، بالیاں اور ہار وغیرہ مراد ہیں اور ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' سے کپڑے مراد ہیں۔''

امام حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے اور امام ذہبی نے اس تصحیح میں امام حاکم کی موافقت اختیار کی ہے:

(۶) آیت کا سیاق وسباق:

آیت کے اس حصے (وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ) میں مؤمن عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں، تا کہ ان کے پاؤں یا چال کی زینت یا پازیب وغیرہ کی جھنکار سن کر مرد اُن کی طرف متوجہ نہ ہوں، کیونکہ اس طرح عورت کی یہ مخفی زینت ظاہر ہو کر مردوں کے لئے فتنے کا باعث بن جاتی ہے۔ جو شریعت مطہرہ فتنے کے اندیشے کو بھی ختم کرنے کے لئے عورتوں کو پاؤں زمین پر مار کر چلنے سے روک رہی ہے اس شریعت کے بارے میں یہ گمان رکھنا کہ وہ اسی آیت میں عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دے رہی ہے، ایک عام انسان کی سمجھ سے بالاتر بات ہے۔ چہرے کی زینت بہرحال قدموں کی چاپ اور انداز کی زینت سے بہت بڑھ کر ہے، اس لئے ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کے ذریعے چہرے کا مستثنیٰ کرنا قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہے۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''(مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ) قالت ام سلمة يارسول الله فكيف تصنع النساء بذيولهن؟ قال: (تُرْخِينَهُ شِبْرًا) قالت: اذا تنكشف اقدامهن؟ قال: (تُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا تَزِدْنَ عَلَيْهِ) (۹۱)

''جس نے تکبر کے ساتھ اپنے کپڑے کو لٹکایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی طرف نظر کرم نہیں فرمائیں گے۔'' تو ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عورتیں اپنے پلو (کپڑے کا نچلا کنارا) کا کیا کریں؟ آپ

نے فرمایا: ''تم عورتیں اسے ایک بالشت لٹکا لیا کرو۔'' حضرت ام سلمہ نے عرض کی: تب تو ان کے پاؤں کھل جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''تم عورتیں اپنے پلو کو ایک ہاتھ لٹکا لیا کرو اور اس سے زیادہ نہ لٹکاؤ۔''

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا پاؤں کھلے رہ جانے کے بارے میں سوال کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو جواب دینا یہ ظاہر کر رہا ہے کہ پاؤں کا ڈھانپنا بھی واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ البانی، جو کہ چہرے کے پردے کے قائل نہیں ہیں، نے بھی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے پاؤں کے ڈھانپنے کو واجب قرار دیا ہے اور عورت کے پاؤں کو اس کے ستر میں شمار کیا ہے۔ صحیح قول کے مطابق امام ابو حنیفہ اور ائمہ ثلاثہ کا مؤقف بھی یہ ہے کہ عورت کے پاؤں اس کے ستر میں داخل ہیں۔ جب پاؤں ڈھانپنے کی اس قدر تاکید قرآن وسنت میں ہے تو چہرہ ڈھانپنے کے بارے میں قرآن وسنت کیسے خاموش رہ سکتے ہیں۔!

(۷) حضرات عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کے اقوال:

بعض منکرین حجاب حضرات ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر ہاتھ اور چہرے سے کی ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر کے حوالے سے بیان کردہ ان اقوال کی استنادی حیثیت ہم واضح کئے دیتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول: جہاں تک ابن عباس کے قول کا تعلق ہے، اس کی دو اسناد ہیں جو ہم ذکر کر دیتے ہیں:

(۱) حدثنا ابو کریب قال حدثنا مروان قال حدثنا مسلم الملائی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' قال: الکحل والخاتم (۹۲)

''ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد سرمہ اور انگوٹھی ہے۔''

اس کی سند میں مسلم الملائی راوی ضعیف ہے۔ امام مزی مسلم الملائی کے ترجمے میں علمائے جرح وتعدیل کے اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

☆ ماحرم اخذه حرم اعطاؤه ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔☆

"قال عمرو بن علي: وهو منكر الحديث جدا، وقال ابوبكر بن ابي خيثمة عن يحيى بن معين: يقال انه اختلط، وقال ابو زرعة: ضعيف الحديث، وقال ابو حاتم: يتكلمون فيه وهو ضعيف الحديث، وقال البخاری: يتكلمون فيه، وقال ابو داؤد: ليس بشيء، وقال الترمذی، ضعيف، وقال النسائي: ليس بثقة "(۹۳)

''عمرو بن علی نے کہا کہ وہ بہت زیادہ منکر الحدیث ہے۔ ابن ابی خیثمہ یحیٰی بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مختلط ہے۔ ابو زرعہ نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ محدثین اس کے بارے میں کلام کرتے ہیں اور وہ ضعیف الحدیث ہے۔ بخاری نے کہا کہ اس کے بارے میں کلام ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ترمذی نے کہا ضعیف ہے، نسائی نے کہا ثقہ نہیں ہے۔''

(۲) امام بیہقی نے اس روایت کو درج ذیل سند کے ساتھ بیان کیا ہے:

"اخبرنا ابو عبدالله الحافظ وسعيد بن ابی عمرو، قالا حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب قال حدثنا احمد بن عبدالجبار قال حدثنا حفص بن غياث قال ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: ما في الكف والوجه" (۹۴)

''حضرت سعید بن جبیر، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے "وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ" کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے وہ چیز جو ہتھیلی یا چہرے میں ہو۔''

اس حدیث کی سند میں احمد بن عبدالجبار اور عبداللہ بن مسلم بن ہرمز دو راوی ضعیف ہیں۔

احمد بن عبدالجبار کے ترجمے میں امام مزی لکھتے ہیں:

"قال محمد بن عبدالله الحضرمي: كان يكذب، وقالا الحاكم ابو عبدالله الحافظ: ليس بالقوی عندهم، وقال ابو احمد ابن عدی: رأيت اهل العراق مجمعين على ضعفه. (۹۵)

''محمد بن عبداللہ الحضرمی نے کہا کہ وہ جھوٹا تھا۔ ابو عبداللہ حافظ نے کہا کہ محدثین کے نزدیک وہ قوی نہیں ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ میں نے اہل عراق کو دیکھا کہ وہ احمد

بن عبدالجبار کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔"

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول: حضرت عبدااللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں درج ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

"شبابة بن سوار قال نا هشام بن الغاز قال نا نافع قال ابن عمر: الزينة الظاهرة الوجه والكفان." (۹۶)

"حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ زینت ظاہرہ سے مراد چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں۔"

اس حدیث کی سند میں شبابہ بن سوار راوی ایسا ہے جس کی تضعیف اور توثیق میں علمائے جرح وتعدیل کے درمیان اختلاف ہے۔ یہ شخص عقیدے کے اعتبار سے مرجئ تھا اور اپنے اس بدعتی عقیدے کی طرف داعی بھی تھا جس کی وجہ سے امام اہلسنت امام احمد بن حنبل جیسے جلیل القدر محدثین نے اس کی احادیث کو مردود قرار دیا ہے۔

امام مزی شبابہ بن سوار کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

"قال ابو حاتم: صدوق يكتب حديثه ولا يحتج به، قال احمد بن ابی يحيى سمعت احمد بن حنبلؒ و ذكر شبابة فقال تركته لم اكتب عنه للارجاء (۹۷)

اگر ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول صحیح ثابت ہو بھی جائے تو پھر بھی یا تو قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ قول ردّ کر دیا جائے گا یا پھر اس کے اور آیت کے سیاق وسباق کے ظاہر مفہوم کے درمیان مطابقت پیدا کی جائے گی۔ مثلاً ان حضرات کی اس تفسیر سے مراد کسی اضطراری حالت میں مثلاً جنگ وغیرہ کی حالت میں چہرے کا کھولنا ہوگا۔ یا ضرورت کے تحت مثلاً طبیب یا قاضی وغیرہ کے سامنے یا پھر لاشعوری کیفیت میں مثلاً ہوا کی حرکت سے چہرے سے کپڑے کا سرک جانا وغیرہ مراد ہوگا۔

(۸) اگر زینت سے مراد چہرہ لیا جائے:

اگر اس تفسیر کو صحیح مان بھی لیا جائے کہ "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" میں چہرہ بھی داخل ہے تب

بھی اس سے وہ معنی نہیں نکلتا جو منکرین حجاب نکالنا چاہتے ہیں، کیونکہ "ظَھَرَ" فعل لازم ہے۔ چنانچہ زیادہ سے زیادہ اس کا معنی یہ ہوگا کہ اگر ہوا یا کسی حرکت کی وجہ سے کپڑوں کو سنبھالتے ہوئے کبھی چہرہ کھل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ مشہور مفسر ابن عطیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

> "ویظھرلی بحکم الفاظ الآیة ان لامرأت مأمورة بألا تبدی وان تجتھد فی الاخفاء لکل ما ھو زینة ویقع الاستثناء فی کل ما غلبھا فظھر بحکم ضرورة حرکته فیما لا بدا منھا او اصلاح شان فما ظھر علی ھذا الوجه فھو المعفی عنه (۹۸)
>
> "آیت کے الفاظ سے مجھے یہ لگتا ہے کہ عورت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور ہر قسم کی زینت کو اچھی طرح سے چھپانے کی کوشش کرے۔ اور استثناء سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عورت پر غالب آ جائے، مثلاً عورت کوئی ضروری حرکت کرے یا اپنا حلیہ ٹھیک کرنے کی وجہ سے اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہو جائے تو وہ معاف ہے۔"

(۹) سورۃ النور کی آیت کا موقع ومحل:

سورۃ النور کی پردے کی آیات گھر کے اندر کے پردے کے متعلق ہیں نہ کہ گھر کے باہر کے پردے کے، جبکہ گھر سے باہر پردے کا ذکر سورۃ الاحزاب کی آیات میں ہے۔ یہ وہ فرق ہے جس کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے بہت سارے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں ٹھوکر کھائی۔ مولانا امین احسن اصلاحی قرآن میں ستر وحجاب کے احکامات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دیئے گئے ہیں اور جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر داخل ہو تو اس کو کن آداب وقواعد کی پابندی کرنی چاہیئے اور گھر کی عورتوں پر ایسی صورت میں کیا پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ احکام سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں۔" (۹۹)

یعنی اس آیۂ مبارکہ میں گھر میں کثرت سے داخل ہونے والے نامحرم رشتہ دار مثلاً بہنوئی، داماد، خالو، پھوپھا وغیرہ کے بارے میں گھر کی خواتین کو کچھ اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں۔ چونکہ گھر میں رہتے ہوئے ان قریبی رشتہ داروں کے سامنے زینت کے اظہار کا امکان زیادہ تھا اس لئے خواتین کو ان حضرات کے سامنے زینت کے اظہار سے روک دیا گیا اور گھر کے دوسرے محرم رشتہ داروں کی فہرست بھی ساتھ ہی بیان کر دی گئی کہ جن کے سامنے زینت کا اظہار جائز ہے۔ تاہم ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس آیت کا موقع و محل تو گھر ہی ہے لیکن یہ آیت ان قریبی محرم رشتہ داروں (شوہر کے علاوہ) کے بارے میں ہے کہ جن کے سامنے زینت کا اظہار کسی حد تک جائز ہے۔ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں:

> **"حدثنی علی قال ثنی عبداللہ قال ثنی معاویۃ عن علی عن ابن عباس قولہ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ قال: الزینۃ الظاھرۃ والوجہُ وکحل العین وخضاب الکف والخاتم فھذہ تظھر فی بیتھا لمن دخل من الناس علیھا." (۱۰۰)**
>
> "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ زینت سے مراد ظاہری زینت ہے اور چہرہ، آنکھوں کا سرمہ، ہاتھ کی مہندی اور انگوٹھی بھی اس میں شامل ہیں اور یہ زینت وہ ہے جو عورت ان قریبی محرم رشتہ داروں (شوہر کے علاوہ) کے سامنے ظاہر کرتی ہے جو کہ اکثر گھر میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔"

مراد یہ ہے کہ یہ وہ زینت ہے جس کے ظاہر ہونے کا امکان گھر میں آنے جانے والے قریبی محرم رشتہ داروں کے سامنے زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا استثناء سے مراد وہ قریبی محارم ہیں جو کہ شوہر کے علاوہ ہیں اور جن کے سامنے اس زینت کا اظہار عورت کے لئے جائز ہے۔

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں، لیکن یہ روایت منقطع ہے۔ علی بن ابی طلحہ اور ابن عباس کے درمیان ایک راوی مجاہد بن جبیر مکی گر گیا ہے۔ لیکن یہ گرا ہوا راوی بھی ثقہ ہے۔ اس لئے اس قول کی سند صحیح ہے۔ امام مزی، علی بن ابی طلحہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

> **"روی عن عبداللہ بن عباس مرسل بینھما مجاھد." (۱۰۱)**
>
> "اس نے ابن عباس سے مرسل روایات بیان کی ہیں لیکن ان دونوں کے درمیان مجاہد بن جبیر راوی گرا ہوا ہے۔"

ڈاکٹر صاحب کی کچھ غلط فہمیاں اور ان کی تصحیح

سابقہ آیات کی طرح اس آیت مبارکہ کے سمجھنے میں بھی ڈاکٹر صاحب چند بنیادی غلط فہمیوں کا شکار ہوئے ہیں۔جن کا ازالہ ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر صاحب اور ضعیف احادیث:

ڈاکٹر صاحب نے اپنے پورے مقالے کی بنیاد ضعیف احادیث اور اقوال پر رکھی ہے۔ ضعیف روایات اور اقوال کو صحیح روایات سے ثابت شدہ ایک مسئلے کے شواہد وتوابع کے طور پر تو بیان کیا جاسکتا ہے لیکن ضعیف روایت کی بنیاد پر کسی مسئلے میں کوئی مستقل مؤقف قائم نہیں کیا جاسکتا۔ڈاکٹر صاحب اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> ''اس مفہوم کی متعدد احادیث منقول ہیں۔لیکن اس مفہوم کی تمام احادیث کو ضعیف قرار دے کر نا قابل عمل قرار دیا جاتا ہے۔اصول حدیث کے مطابق ضعیف حدیث اس وقت قابل قبول نہیں ہوتی جب اس سے اعلیٰ درجہ کی حدیث اس مفہوم کی مخالف ہو۔''(۱۰۲)

معلوم ہوتا ہے ڈاکٹر صاحب کو اصول تفسیر اور اصول فقہ کی طرح اصول حدیث میں بھی، ابھی بہت کچھ مطالعہ کی ضرورت ہے۔محسوس یہ ہوتا ہے ڈاکٹر صاحب اپنی اصول حدیث مرتب کررہے ہیں، ہم بھی کئی سالوں سے اصول حدیث پڑھ اور پڑھا رہے ہیں لیکن اصول حدیث کا یہ قاعدہ ہم نے پہلی دفعہ ڈاکٹر صاحب سے سنا ہے۔ابن صلاح سے لے کر ابن حجر تک، ڈاکٹر صاحب اصول حدیث کی کسی ایک معروف کتاب سے اس قاعدے کو ثابت کردیں تو ہم ان کے ''رسوخ فی العلم'' کے قائل ہوجائیں گے۔حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اس قاعدے کو اگر مان لیا جائے تو دین میں ایسی ایسی بدعات ثابت ہوجائیں گی کہ جن کی اجازت شاید مذاہب اربعہ میں سے کسی بھی مذہب کے ہاں نہ ہوں۔معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے علم میں نہیں ہے کہ ضعیف احادیث کے نام سے امت میں کیا کیا خرافات نقل ہوئیں ہیں۔اگر انہوں نے ضعیف احادیث پر مشتمل کوئی کتاب پڑھی ہوتی تو شاید وہ یہ اصول اختراع نہ کرتے۔

(۲) احادیث مبارکہ اور چہرے کا پردہ:

ڈاکٹر صاحب کے بقول کوئی ایک ضعیف حدیث بھی ایسی نہیں ہے کہ جس سے عام مسلمان عورتوں کے لئے چہرے کا پردہ ثابت کیا جا سکے۔ محترم ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

''عمومی تصورِ حجاب کے حامیوں نے اپنے دعویٰ حجاب کے اثبات میں کوئی ایک ضعیف ترین حدیث بھی نقل نہیں کی جس میں آپ نے عام مسلمان خواتین کو حجاب کا حکم دیا ہو یا حجاب کی تلقین کی ہو یا اس حکم پر عمل نہ کرنے پر ترہیب بیان کی ہو یا کوئی عورت حجاب کے بغیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہو اور آپ نے اسے حجاب کرنے کا حکم فرمایا ہو۔'' (۱۰۳)

ڈاکٹر صاحب کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جس سے کہا جائے کہ چور کی سزا قطع ید ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے اور وہ جواب میں کہے پہلے یہ سزا کسی ضعیف حدیث سے ثابت کرو پھر مانوں گا۔ ڈاکٹر صاحب آپ ضعیف حدیث کی بات کرتے ہیں ہم تو کہتے ہیں قرآن میں حجاب کا واضح حکم موجود ہے۔ قرآن کی نص ''فاسئلوھن من وراء حجاب'' میں امر کے صیغے میں حجاب کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ''ولا یبدین زینتھن'' میں نہی کے صیغے میں عورتوں کو اپنی ہر قسم کی زینت، بشمول چہرے کے، کو ظاہر کرنے سے منع میں ہے۔ اس قدر واضح اور صریح نصوص کے بعد آپ کا تقاضا ہے کہ حجاب کا حکم کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت کیا جائے، آپ ایک ضعیف حدیث کی بات کرتے ہیں ہم آپ کو بیس صحیح روایات پیش کرتے ہیں کہ جن سے ایک عام مسلمان عورت کیلئے بھی چہرے کا پردہ ثابت ہوتا ہے۔

قرآن کی کسی آیت کی صحیح تفسیر اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں رکھ کر سمجھیں۔ ان احادیث میں بیان کردہ صحابیات کے طرزِ عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب کی نازل شدہ آیات کا کیا مفہوم سمجھا تھا؟ یہ احادیث ایک طرف تو قرآنی آیات کی تفسیم وتبیین ہیں کہ جس کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی گئی تھی، اور دوسری طرف یہ احادیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس فہم کو بھی متعین کر رہی ہیں جو انہیں یہ آیات سننے کے بعد حاصل ہوا۔ ان روایات پر حکم

لگاتے وقت بخاری و مسلم کی احادیث پر حکم نہیں لگایا گیا، کیونکہ ان دونوں کتابوں کی بیان کردہ احادیث کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے لی گئی روایات کا حکم بھی مختصراً ساتھ ہی بیان کر دیا گیا ہے۔

درج ذیل احادیث چہرے کے پردے پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں:

(۱) "عن ام المؤمنین عائشة رضی الله عنها قالت كان الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم محرمات فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها من رأسها على وجهها فاذا جاوزونا كشفناه." (۱۰۴)

"ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالتِ احرام میں ہوتی تھیں، پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ قافلے آگے گزر جاتے تو ہم اپنے چہرے کو کھول دیتی تھیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث میں صرف اپنا طرزِ عمل بیان نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفرِ حج کے دوران جتنی بھی خواتین ہوتی تھیں ان سب کے بارے میں بتلایا ہے کہ قافلوں کے قریب سے گزرنے پر وہ اپنے چہرے اپنی چادروں سے ڈھانپ لیتی تھیں۔ یہ حدیث عام ہے اور اس عمومیت کی تائید اگلی روایت سے بھی ہو رہی ہے۔

(۲) "عن اسماء بنت ابی بكر رضی الله تعالى عنها قالت: كنا نغطي وجوهنا من الرجال و كنا نمتشط قبل ذلک فی الاحرام." (۱۰۵)

"حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ "ہم مردوں سے اپنے چہروں کو ڈھانپتی تھیں اور ہم حالت احرام میں کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں۔"

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں اور جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں۔ حضرت اسماء کا یہ بیان اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ حجاب کا حکم ازواجِ مطہرات کے لئے خاص نہ تھا۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا "قصة الافک" والی روایت میں حضرت صفوان کے بارے میں

☆ جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہوا سے ترجیح حاصل ہوگی ☆

بیان فرماتی ہیں کہ:

"وکان رآنی قبل الحجاب فاستیقظت باسترجاعه حین عرفنی فخمرت وجھی بجلبابی." (۱۰۶)

''اور انہوں نے مجھے حجاب (کے حکم کے نزول) سے پہلے دیکھا تھا، ان کے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' کہنے کی وجہ سے میں بیدار ہوگئی، جبکہ انہوں نے مجھے پہچان لیا تھا، پس میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب سے ڈھانپ لیا۔''

یہ حدیث بھی عام ہے اور اس کی عمومیت کے دلائل ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ اس حدیث کو ''آیۃ الجلباب'' یعنی سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹ کی روشنی میں سمجھا جائے تو حکم کی عمومیت کھل کر واضح ہو جاتی ہے۔

(۴) "عن عائشة رضی الله عنها قالت: کن نساء المؤمنات یشهدن مع رسول الله صلی الله علیه وسلم صلاة الفجر متلفعات بمروطهن ثم ینقلبن الی بیوتهن حین یقضین الصلاة لا یعرفهن احد من الغلس." (۱۰۷)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ مسلمان عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز میں شریک ہوتیں اس حال میں کہ انہوں نے اپنے جسم کو چادروں میں لپیٹا ہوتا، پھر وہ نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس چلی جاتیں اور اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان بھی نہ پاتا تھا۔''

اس حدیث میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب مسلمان عورتیں کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلتی تھیں تو اپنے سارے بدن کو ایک بڑی چادر میں لپیٹ لیتی تھیں:

"لَا یَعْرِفُھُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ" (اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان نہ پاتا تھا) سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"قال الداودی: معناه لا یعرفن أنساء ام رجال أی لا یظهر للرائی الا الاشباح خاصة." (۱۰۸)

''داودی کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ وہ

عورتیں ہیں یا مرد ہیں، یعنی دیکھنے والے کیلئے وہ صرف سائے یا ہیولے ہوتے تھے۔"

امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اسی معنٰی کو ترجیح دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ما یعرفن من الغلس) هو بقایا ظلام اللیل، قال الداودی معناه ما یعرفن أنساء هن أم رجال، وقیل ما یعرف اعیانهن وهذا ضعیف لأن المتلفعة فی النهار ایضاً لا یعرف عینها فلا یبقی فی الکلام فائدة." (۱۰۹)

"الغلس" سے مراد رات کی تاریکی کا باقی ہونا ہے۔ داودی کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ عورتیں ہیں یا مرد ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ان کی ذات معلوم نہ ہوتی تھی اور یہ قول ضعیف ہے، کیونکہ دن میں بھی جس عورت نے اپنے آپ کو چادر میں چھپا کر رکھا ہو اُس کی ذات معلوم نہیں ہوتی تو کلام کا فائدہ باقی نہیں رہتا۔ (یعنی حدیث میں جو کلام ہے)۔

(۵) "عن ام المؤمنین عائشة رضی الله تعالی عنها قالت: یرحم نساء المهاجرات الاول لما انزل الله ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شققن مروطهن فاختمرن بها." (۱۰۱)

"اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی مہاجر عورتوں پر رحم کرے۔ جب یہ آیت (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ) نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اُن کے دوپٹے بنا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔"

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"فاختمرن: أی غطین وجوههن یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول "فَاخْتَمَرْنَ" کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔ (۱۰)

(۶) "عن عائشة رضی الله عنها ان افلح اخا ابی العقیس جاء یستاذن علیها وهو عمها من الرضاعة بعد ان نزل الحجاب فابیت ان اذن له فلما جاء رسول الله صلی الله علیه وسلم اخبرته بالذی صنعت فأمرنی ان اذن له. (۱۱۱)

☆فرض وہ فعل ہے جسے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اور جسے جان بوجھ کر ترک کرنا سخت گناہ ہے☆

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے رضاعی چچا افلح کے بارے میں بیان کرتی ہیں جو کہ ابو عقیس کے بھائی تھے کہ انہوں نے مجھ سے حجاب کی آیات نازل ہونے کے بعد گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں افلح کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دوں۔''

یہ حدیث بھی عام ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں آیت حجاب کا بیان ہے اور آیت حجاب کی عمومیت کو ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں۔ حافظ ابن حجر اس حدیث کی تشریح میں بیان کرتے ہیں:

''وفیه وجوب احتجاب المرأة من الرجال الا جانب.''

''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پہلے یہی خیال تھا کہ اپنے رضاعی چچا سے بھی پردہ ہے، اس لئے انہوں نے اپنے رضاعی چچا کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے پر کہ رضاعی چچا سے عورت کا پردہ نہیں ہے، آپ نے اپنے چچا کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''عن عروة عن عائشة انها اخبرته ان عمها من الرضاعة یسمی افلح استاذن علیها فحجبته فاخبرت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لها: (لا تحتجبی منه)'' (۱۱۴)

''حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے خبر دی کہ ان کے رضاعی چچا افلح نے ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ کر لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملے کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''اس سے پردہ نہ کرو۔''

(۷) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''اتیت النبی صلی الله علیه وسلم فذکرت له امراة اخطبها فقال: (اذهب

فانظر الیها فانه اجدر ان یؤدم بینکما) فاتیت امراۃ من الانصار فخطبتها الی ابویها واخبرتهما بقول النبی صلی اللہ علیه وسلم فکانهما کرها ذلک، قال فسمعت ذلک المرأۃ وهی فی خدرها فقال: ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم امرک ان تنظر فانظروا الا فانشدک کانها اعظمت ذلک قال فنظرت الیها فتزوجتها)" (۱۱۳)

''میں اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کے سامنے ایک عورت کا تذکرہ کیا جس سے میں نکاح کرنا چاہتا تھا تو آپ نے فرمایا: ''جا کر پہلے اس کو ایک نظر دیکھ لو، یہ بات تمہارے مابین محبت کا باعث ہوگی۔'' میں انصار کی ایک عورت کے پاس آیا تو میں نے اس کے والدین سے نکاح کی بات کی اور انہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے بارے میں بتایا۔ والدین نے لڑکی کے دیکھنے کو ناپسند کیا۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے میری بات سن لی اور وہ پردے میں کھڑی تھی۔ اس لڑکی نے کہا کہ اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے تو تم دیکھ لو، اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ ایسا نہ کرنا۔ گویا اس عورت نے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بڑا جانا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کرلیا۔''

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حجاب کرتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب ایک مرد ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجتا تھا تو اس کے باوجود بھی دیکھ نہ سکتا تھا۔

(۸) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(ولا تنتقب المرأۃ المحرمة ولا تلبس القفازین) (۱۱۴)

''اور حالتِ احرام میں کوئی عورت نقاب نہ اوڑھے اور نہ ہی دستانے پہنے۔''

ابن تیمیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''وهذا مما یدل علی ان النقاب والقفازین کانا معروفین فی النساء اللاتی

لم یحرمن و ذلک یقتضی ستر وجوھھن و ایدیھن." (۱۱۵)

''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستانے پہننا ان عورتوں میں معروف تھا جو کہ حالتِ احرام میں نہ ہوتی تھیں، اور یہ فعل اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو ڈھانپیں۔''

حالتِ احرام میں عورتوں کے لئے اپنے چہرے کو کھلا رکھنا مشروع ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں نقاب اور دستانے پہننے سے منع فرمایا۔ گویا کہ جب عورتیں حالت احرام میں نہ ہوں تو اُس وقت وہ نقاب اور دستانے پہنیں گی۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''(ان کان لاحداکن مکاتب فکان عندہ ما یؤدی فلتحتجب منہ)''(۱۱۶)

''جب تم (عورتوں) میں سے کسی کے پاس کوئی مکاتب (ایسا غلام جس سے اس کے مالک نے مکاتبت کر لی ہو کہ اگر اتنی رقم تم ادا کرو گے تو آزاد ہو جاؤ گے) ہو اور اس غلام کے پاس اتنی رقم ہو کہ وہ اسے مکاتبت کی صورت میں ادا کر سکے تو اس عورت کو چاہئے کہ اپنے غلام سے پردہ کرے۔''

اس حدیث میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ کسی عورت کے لئے اپنے غلام کے سامنے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے، لیکن یہ رخصت اُس وقت تک ہے جب تک کہ وہ اس کی ملکیت میں رہے۔ جب وہ غلام اپنی مالکن سے مکاتبت کر کے آزادی حاصل کرے گا تو اب وہ گویا اس خاتون کے لئے اجنبی مرد بن گیا ہے اور اس سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

اس حدیث کی شرح میں امیر صنعانی رقم طراز ہیں:

''وھو دلیل علی مسئلتین: الاولیٰ ان المکاتب اذا صار معہ جمیع مال مکاتبۃ فقد صار لہ مال الاحرار فتحتجب منہ سیدتہ اذا کان مملوکا لامرأۃ...... المسئلۃ الثانیۃ دل بمفھومہ علی انہ یجوز لمملوک المرأۃ النظر الیھا مالم یکاتبھا ویجد مال الکتابۃ وھو الذی دل لہ منطوق قولہ تعالیٰ: ﴿او ما ملکت ایمانھن﴾ فی سورت النور و سورۃ الاحزاب''(۱۱۷)

''یہ حدیث دو مسئلوں کی طرف رہنمائی کر رہی ہے۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ جب مکاتب

غلام کے پاس مکاتبت کا سارا مال اکٹھا ہو جائے تو وہ آزاد کی طرح ہو جاتا ہے اور اس کی مالکہ اس سے پردہ کرے گی، اگر وہ کسی عورت کا غلام ہو...... دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی غلام کے لئے اپنی مالکن کی طرف دیکھنا جائز ہے جب تک وہ اس سے مکاتبت کر کے مال کتابت حاصل نہ کر لے۔ اور اسی مسئلہ پر سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب کی یہ آیت بھی دلالت کر رہی ہے۔ "اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ" (یعنی کسی عورت کا اپنے غلام سے پردہ نہیں ہے، لیکن اگر وہ غلام آزاد ہو جائے گا تو پھر پردہ ہوگا جیسا کہ حدیث بیان کر رہی ہے)۔

(۱۰) "عن محمد بن مسلمة قال: خطبت امرأة فجعلت اتخبألها حتى نظرت اليها فى نخل لها فقيل له اتفعل هذا و انت صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (اِذَا اَلْقَى اللّٰهُ فِىْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلاَ بَأْسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا)" (۱۱۸)

"حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک عورت کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اور میں اس کو چوری چھپے دیکھنے کی کوشش کرتا تھا، حتیٰ کہ ایک دن وہ عورت اپنے باغ میں گئی تو میں نے (موقع پا کر) اس کو دیکھ لیا تو مجھ سے لوگوں نے کہا: آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہوکر ایسا کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے "جب کسی مرد کا کسی عورت سے شادی کا ارادہ ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ کہ "فَلاَ بَأْسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا" اس بات کی دلیل ہیں کہ اگر کسی عورت سے نکاح کی خواہش ہو تو اس کو دیکھنے کی رخصت ہے، اس کے علاوہ نہیں۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا تکلف کر کے اس عورت کو دیکھنے کی کوشش کرنا اور اس کے باوجود نہ دیکھ پانا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں اس زمانے میں حجاب کرتی تھیں۔ اسی طرح اگر وہ عورت بھی حجاب نہ کرتی ہوتی تو حضرت محمد بن مسلمہ کو چوری چھپے تکلف کر کے اس خاتون کو دیکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

(۱۱) "عن عائشة رضى الله عنها قالت: اومت امرأة من وراء ستر بيدها كتاب

الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقبض النبی صلی الله علیه وسلم یده فقال: (ما ادری اید رجل ام ید امراة) قالت: بل امرأة قال: (لو کنت امرأت لغیرت اطفارک یعنی بالحناء) (۱۱۹)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے ایک خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تو آپ نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا اور فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے۔'' تو اس عورت نے کہا کہ میں عورت ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہے تو اپنے ناخنوں کو مہندی لگا (تاکہ مرد اور عورت میں فرق ہو سکے)۔''

اس حدیث میں عورت کا پردے کے پیچھے سے آپ کو خط دینا یہ واضح کر رہا ہے کہ عورتیں آپ ﷺ کے زمانے میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو پردے میں ہوتی تھیں۔

درج ذیل احادیث چہرے کے پردے پر اشارتاً دلالت کر رہی ہیں۔

(۱۲) "عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم (من جر ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة) فقالت ام سلمة: فکیف یصنعن النساء بذیولهن؟ قال: (یرخین شبرًا) فقالت: اذا تنکشف اقدامهن قال: (فیرخینه ذراعاً لا یزدن علیه) (۱۲۰)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی اپنے کپڑے کو تکبر کے باعث لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ کرم نہ کرے گا'' تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: عورتیں اپنے پلو کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے ایک بالشت لٹکالیں۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: تب تو ان کے پاؤں ننگے رہ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: تو وہ ایک ہاتھ لٹکالیں، لیکن اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔''

یہ حدیث واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ عورت کے لئے اپنے قدم یعنی پاؤں کا ڈھانپنا واجب ہے۔ تو جب پاؤں کا ڈھانپنا واجب ہے تو چہرے کا ڈھانپنا بالاولیٰ واجب ہے، کیونکہ چہرے کو کھلا رکھنے میں پاؤں کی نسبت زیادہ فتنے کا اندیشہ ہے۔

(۱۳) "وعن عقبة بن عامر الجهني ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: (ایاكم والدخول علی النساء) فقال رجل من الانصار: یارسول الله افرایت الحمو؟ قال: (الحمو الموت) (۱۴۱)

''حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں پر داخل ہونے سے بچو (یعنی مردوں کا عورتوں کی محفل میں جانا ممنوع ہے)'' تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا شوہر کے قریبی رشتہ داروں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''شوہر کے قریبی رشتہ دار تو موت ہیں۔''

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو عورتوں سے معاملہ کرتے وقت اُن کے سامنے آنے سے منع فرمایا۔ یعنی اگر کوئی معاملہ کرنا ہے تو آیت قرآنی (فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ) کے مصداق پردے کے پیچھے سے ہونا چاہئے۔

(۱۴) "عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: (المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان) (۱۴۲)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت تو چھپانے کی چیز ہے۔ جب یہ (گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔''

اس حدیث میں عورت کو ''عورۃ'' کہا گیا ہے، عورۃ سے مراد ایسی چیز ہے کہ جس سے شرم محسوس کی جائے اور اس بنیاد پر اسے چھپایا جائے۔ ڈاکٹر صاحب نے ''عورۃ'' کا ترجمہ ''غیر محفوظ'' کیا ہے، اور اس کے لئے بنیاد قرآن کی ایک آیت مبارکہ کو بنایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہئے اپنی نادر تحقیقات کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی سلف صالحین سے بھی استفادہ کرلیا کریں، ڈاکٹر صاحب اگر مولانا محمد جونا گڑھی صاحب کے ترجمے کے ساتھ امام راغب کی ''المفردات'' اور علامہ ابن الاثیر الجزری کی ''النھایہ فی غریب الحدیث'' بھی دیکھ لیتے تو ان پر یہ بات واضح ہوجاتی کہ ''عورۃ'' کا لفظ جب عورت کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد وہ نہیں ہوتی جو کہ ڈاکٹر صاحب بیان کررہے ہیں۔ علامہ ابن الاثیر الجزری لکھتے ہیں:

"العورات جمع عورة وهي كل ما يستحيا منه اذا ظهر ...... ومنه الحديث المرأة عورة جعلهم انفسها عورة لانها اذا ظهرت يستحيا منها كما يستحيا من العورة اذا ظهرت." (۱۲۳)

''عورات ''عورۃ'' کی جمع ہے اور اس سے مراد ہر وہ شئی ہے کہ جب وہ ظاہر ہو تو اس سے شرم محسوس کی جائے...... اور اسی معنی میں حدیث ہے ''المرأة عورة'' اس حدیث میں عورت کی ذات کو ہی ''عورۃ'' کہا ہے کیونکہ اس کے ظاہر ہونے پر بھی ایسے ہی شرم محسوس ہوتی ہے جیسے کہ شرمگاہ کے ظاہر ہونے پر۔''

حدیث سے مراد یہ ہے کہ عورت کل کی کل ''عورت'' ہے۔

(۱۵) "عن انس بن مالك رضي الله عنه قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم مقفله من عسفان ورسول الله صلى الله عليه وسلم على راحلته وقد اردف صفية بنت حيي فعثرت ناقته فصرعا جميعا فاقتحم ابو طلحه فقال يارسول الله جعلني الله فداءك قال: (عليك المراة) فقلب ثوبا على وجهه واتاها فالقاه عليها واصلح لهمامر كبهما فركبا واكتفنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما اشرفنا على المدينة قال: (آيبون تائبون عابدون لربنا حامدون) فلم يزل يقول ذلك حتى دخل المدينة (۱۲۴)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عسفان سے واپسی کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جبکہ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے پیچھے حضرت صفیہ تھیں۔ اچانک اونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ سمیت سطح زمین پر آ گئے۔ حضرت ابوطلحہ فوراً آپ کی خدمت میں پہنچے اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت کی خبر لو۔'' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کپڑا اپنے منہ پر ڈالا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، پھر اپنا کپڑا اُن پر ڈال دیا اور آپ اور حضرت صفیہ کی سواری کو درست کیا تو وہ دونوں سوار ہو گئے۔ اس کے بعد ہم آپ

کے آس پاس رہے، جب ہم مدینہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا: (آیبون، تائبون، عابدون، لربنا حامدون) اور مدینہ میں داخل ہونے کے وقت تک آپ برابر یہی دعا پڑھتے رہے۔''

ایک اور روایت میں الفاظ ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو جب اپنے ساتھ سوار کیا تھا تو ان کے چہرے پر ایک چادر ڈال دی تھی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''وسترها رسول الله صلى الله عليه وسلم وحملها وراءه وجعل رداءه على ظهرها ووجهها۔'' (۱۲۵)

''اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ڈھانپا اور انہیں اپنے پیچھے (اونٹ پر) سوار کیا اور اپنی چادر حضرت صفیہ کی کمر اور چہرے پر ڈال دی۔''

(۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ قیام فرمایا تو مسلمانوں میں اختلاف ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کے ساتھ نکاح کیا ہے یا ان کو لونڈی بنا کر رکھا ہے، تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے:

''ان حجبها فهي احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطألها خلفه ومد الحجاب۔'' (۱۲۶)

''اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پردہ کروایا تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہوں گی اور اگر آپ نے ان سے پردہ نہ کروایا تو وہ آپ کی لونڈی ہوں گی۔ پس جب آپ نے وہاں سے کوچ کیا تو حضرت صفیہ کو پیچھے بٹھا لیا اور پردہ کھینچ دیا۔''

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے زمانے میں حرائر (آزاد عورتوں) کے لئے پردہ تھا، جبکہ لونڈیوں کیلئے پردہ نہ تھا۔

(۱۷) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ طائف کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور مکہ کے درمیان مقام جعرانہ پر پڑاؤ ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے ایک پیالے میں پانی منگوا کر اس سے دونوں ہاتھ اور منہ دھوئے اور اس میں کلی بھی کی۔ پھر آپ نے ہم دونوں سے کہا کہ

اس پانی کو پی لو، اپنے منہ اور سینے پر ڈالو اور خوشخبری حاصل کرو، تو ہم نے ایسے ہی کیا۔

"فنادت ام سلمة من وراء الستران افضلا لامكما فافضلا لها منه طائفة." (۱۲۷)

"تو حضرت اُمّ سلمہ نے پردے کے پیچھے سے کہا کہ اپنی ماں کے لئے بھی کچھ پانی چھوڑ دینا تو انہوں نے اس میں سے کچھ پانی ان کے لئے چھوڑ دیا۔"

(۱۸) **"عن ام عطية قالت: امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم ويعتزل الحيض عن مصلاهن، قالت امرأة يارسول الله احدانا ليس لها جلباب؟ قال: (لتلبسها صاحبتها من جلبابها) (۱۲۸)**

"حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو عیدین کے دن نکالیں، وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں حاضر ہوں، اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: "اس کی سہیلی اس کو اپنی چادر میں شریک کرے۔"

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بغیر چادر باہر نکلنے کا کوئی تصور بھی نہ تھا۔ چادر کے لئے اس حدیث میں جلباب کا ذکر آیا ہے اور ہم پہلے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ جلباب آپ کے زمانے میں چہرے اور سارے جسم کو ڈھانپنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بخاری کی روایت سے ظاہر ہے۔

(۱۹) **"عن نبهان مولىٰ ام سلمة انه حدثه ان ام سلمة حدثته انها كانت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وميمونة قالت فبينا نحن عنده اقبل ابن ام مكتوم فدخل عليه وذلك بعدما أمرنا بالحجاب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (احتجبا منه) فقلت يارسول الله اليس هو اعمى لا يبصرنا ولا يعرفنا؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم (افعميا وان انتما؟ الستما تبصرانه؟) (۱۲۹)**

''حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام نبہان سے روایت ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ نے ان سے بیان کیا کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں۔ حضرت اُمّ سلمہ کہتی ہیں کہ اسی دوران جبکہ ہم آپ کے پاس تھیں، ابن اُمّ مکتوم آئے اور یہ حجاب کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ: ''اُس سے پردہ کرو۔'' تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ تو وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں اس کو دیکھ نہیں رہیں؟''

حدیث کے الفاظ ''الیس ھو اعمی لا یبصرنا'' اس بات کی دلیل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں حجاب کرتی تھیں، کیونکہ حضرت اُمّ سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اُمّ مکتوم سے حجاب کا حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ وہ نابینا ہیں، ہمیں دیکھ نہیں سکتے، لہٰذا ان سے حجاب کی ضرورت نہیں ہے۔

دلیل رابع :

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ط وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ط وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ o﴾ (۱۳۰)

''اور بڑی بوڑھی عورتوں میں سے وہ جو کہ نکاح کی امید نہیں رکھتیں، تو ان کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے (اضافی) کپڑے اتار رکھیں اس حال میں کہ وہ زینت کا اظہار کرنے والی نہ ہوں۔ اور اگر وہ بچ کر رہیں تو یہ ان کے لئے بہت زیادہ بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔''

اس آیۂ مبارکہ میں بوڑھی عورتوں کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ اگر اپنے اضافی کپڑے مثلاً جلباب وغیرہ اتار دیں اور ان کا چہرہ ظاہر بھی ہو جائے تو ان کے لئے کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن اس رخصت کو دو شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا:

۱۔ وہ عورتیں ایسی ہوں کہ جو بڑھاپے کی وجہ سے نکاح سے مایوس ہو چکی ہوں، یعنی نہ ہی ان کو حیض آتا ہو، نہ ہی حمل ٹھہرنے کی کوئی امید ہو، نہ ان کے اندر کوئی جنسی خواہش ہو اور نہ ان کے حوالے سے کسی کو جنسی خواہش پیدا ہو سکتی ہو۔

۲۔ دوسری شرط یہ لگائی کہ وہ عورتیں زیب و زینت کے ساتھ یعنی بناؤ سنگھار کر کے اس رخصت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتیں، اگر وہ کھلے چہرے کے ساتھ اجنبی افراد کے ساتھ آنا چاہتی ہیں تو انہیں بغیر میک اپ کے سادہ چہرے کے ساتھ اجنبیوں کے سامنے آنے کی رخصت ہے۔

لیکن ان دو شرائط کے بیان کرنے کیساتھ یہ بھی فرمادیا کہ: (وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ) ''اگر وہ اس رخصت سے فائدہ نہ اٹھائیں تو ان کے لئے بہت زیادہ بہتر ہے۔'' یعنی اگر وہ پردہ کریں تو یہ ان کے لئے افضل ہے، اگر نہ کریں تو رخصت ہے۔

ثیاب سے مراد:

ثیاب سے مراد اضافی کپڑے ہیں، مثلاً جلباب یا نقاب وغیرہ، نہ کہ دوپٹہ یا سینے کو ڈھانپنے والی چادر، جیسا کہ مفسرین نے اس کی وضاحت کی ہے۔

ابن جریر طبری (فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''فليس عليهن حرج ولا اثم ان يضعن ثيابهن يعنى جلابيبهن وهى القناع الذى يكون فوق الخمار والرداء الذى يكون فوق الثياب لا حرج عليهن ان يضعن ذلك عند المحارم من الرجال وغير المحارم من الغرباء غير متبرجات بزينة (۱۳۱)

''ان (بوڑھی عورتوں) پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ اپنے کپڑے یعنی جلباب وغیرہ اتار کر رکھ دیں، اور جلباب سے مراد وہ نقاب ہے جو کہ دوپٹے کے اوپر لیا جاتا ہے اور وہ چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر لی جاتی ہے۔ ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ یہ نقاب یا چادر اپنے محرم اور غیر محرم افراد کے سامنے اتار رکھیں، لیکن زینت ظاہر نہ کریں۔''

امام بغوی آیت (فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''يعنى يضعن بعض ثيابهن وهى الجلباب والرداء الذى فوق الثوب

والقناع الذی فوق الخمار فاما الخمار فلا یجوز وضعه." (۱۳۲)

"(کپڑے اتارنے سے) مراد یہ ہے کہ وہ اپنے بعض کپڑے اتار رکھیں اور وہ جلباب اور چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر ہوتی ہے یا وہ نقاب جو کہ دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے۔ جہاں تک دوپٹے کا تعلق ہے اس کا اتارنا جائز نہیں ہے۔"

علامہ زمخشری "ثیاب" کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والمراد بالثیاب الظاهرة کالملحفة والجلباب الذی فوق الخمار" (۱۳۳)

"ثیاب" سے مراد وہ کپڑے ہیں جو کہ ظاہر ہوں (یعنی اوپر اوڑھے ہوں)۔ مثلاً اوڑھنی اور جلباب ہے جو کہ دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے۔"

آیت ہذا سے چہرے کے پردے پر استدلال؟

آیت مبارکہ میں "فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ" کے الفاظ کے ذریعے "اَلْقَوَاعِد" یعنی بوڑھی عورتوں کو پردہ نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے اور اس کا "مفہوم مخالف" یہ ہے کہ جو عورتیں جوان ہیں اور وہ نکاح کی اُمید رکھتی ہیں، اگر وہ پردہ نہ کریں گی تو گناہگار ہوں گی۔ آیت کے الفاظ ہیں: "فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ" کہ ان بوڑھی عورتوں پر گناہ نہیں ہے۔ گویا کہ کچھ ہیں جن پر گناہ بھی ہے اور یہ وہ عورتیں ہیں جو کہ بوڑھی نہ ہوں، یعنی جوان ہوں۔ استدلال کا یہ طریقہ کار اصولیین کے نزدیک مفہوم مخالف کہلاتا ہے۔

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی "مفہومِ مخالف" کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهو دلالة الکلام علی نفی الحکم الثابت للمذکور عن السکوت، لانتفاء قید من قیود المنطوق ویسمی دلیل الخطاب لان دلیله من جنس الخطاب اولأن الخطاب دل علیه" (۱۳۴)

"مفہومِ مخالف سے مراد یہ ہے کہ جو حکم (خطابِ الفاظ سے) سے ثابت ہو رہا ہے کلام اس کے برعکس حکم کی نفی پر دلالت کرے اور اس کی وجہ منطوق کی قیود میں کسی قید کا نہ ہونا ہو، اس کو "دلیلِ خطاب" بھی کہتے ہیں، کیونکہ یہ دلیل جنسِ خطاب میں سے ہے یا خطاب اس پر دلالت کرتا ہے۔"

پس قرآن کے درج بالا چار مقامات سے صریحاً یہ ثابت ہو رہا ہے کہ عام مسلمان عورتوں کے لئے بھی وہی حجاب کا حکم ہے جو کہ ازواج کے لئے تھا۔ اور ان کے لئے بھی اپنے چہرے کو چھپانا اسی طرح واجب ہے جس طرح کہ ازواج کے لئے اپنے چہرے کو چھپانا لازم تھا۔

مصادر و مراجع

۱۔ آلِ عمران: ۷۔

۲۔ ششماہی منہاج: جولائی تا دسمبر ۲۰۰۵ء، ص ۹۶۔

۳۔ ایضاً: ص ۹۷۔

۴۔ الاحزاب: ص ۵۳۔

۵۔ رواہ البخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ (لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ......)

۶۔ رواہ البخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ (لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ......)

۷۔ ارشاد الفحول، امام شوکانی، ص ۱۹۷۔

۸۔ اضواء البیان، علامہ شنقیطی، جلد ۶، ص ۵۸۵۔

۹۔ رواہ البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ۔

۱۰۔ القواعد الحسان، عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی، ص ۷، [illegible] یۃ المعارف الریاض۔

۱۱۔ المستدرک علی الصحیحین، امام حاکم، جلد ۱، ص ۴۵۴۔

۱۲۔ تفسیر ابن کثیر، علامہ ابن کثیر، جلد ۳، ص ۵۵۶، مطبعۃ دار السلام ریاض۔

۱۳۔ تفسیر طبری، ابن جریر طبری، جلد ۱۰، ص ۳۶۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۱۴۔ الجامع لاحکام القرآن، امام قرطبی، جلد ۷، ص ۲۲۷، مکتبۃ الغزالی دمشق۔

۱۵۔ احکام القرآن، امام ابوبکر الجصاص، جلد ۳، ص ۳۷۰، دار الکتاب العربی بیروت۔

۱۶۔ احکام القرآن، امام ابن العربی، جلد ۳، ص ۱۵۷۹، دار المعرفۃ بیروت۔

۱۷۔ تمام المنۃ، علامہ البانی، ص ۴۱، دار الرایۃ ریاض۔

☆ اذا تعارض الحقوق قدم منها المضيق ☆

۱۸۔ اضواء البیان، علامہ شنقیطی، جلد ۶، ص ۵۸۹۔
۱۹۔ سنن ابی داوٗد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأۃ من زینتھا۔
۲۰ تہذیب الکمال، امام مزی، جلد۴، ص ۱۰۔
۲۱۔ اتحاف ذوی الرسوخ لمن رمی ابلتدلیس من الشیوخ، شیخ محمد بن حماد الانصاری، ص ۴۲۔
۲۲۔ ایضاً: ص ۵۴۔
۲۳۔ تحفۃ الأحوذی، علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری، جلد ۴، ص ۵، نشر السنۃ ملتان۔
۲۴۔ فتح الباری، علامہ ابن حجر عسقلانی، جلد ۸، ص ۵۳۰، المکتبۃ السلفیۃ۔
۲۵۔ فتح الباری، علامہ ابن حجر عسقلانی، جلد ۸، ص ۵۳۰، المکتبۃ السلسیۃ۔
۲۶۔ تفسیر طبری، ابن جریر طبری، جلد ۱۰، ص ۳۲۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
۲۷۔ تفسیر کبیر، امام رازی، جلد ۱۳، ص ۲۲۶، دار الکتب العلمیۃ طہران۔
۲۸۔ ششماہی منہاج: ص ۱۰۸۔
۲۹۔ الأحزاب: ۵۹۔
۳۰۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب (لَوْ لَا اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ)
۳۱۔ ابوداوٗد، کتاب المناسک، باب فی المحرمۃ تعطی وجھھا۔ مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، باب حدیث السیدۃ عائشۃ۔
۳۲۔ المستدرک علی الصحیحین، امام حاکم، جلد ۱، ص ۴۵۴۔
۳۳۔ جامع البیان فی تاویل القرآن، ابن جریر طبری، ج ۹، ص ۳۰۶، دار المکتب العملیۃ بیروت۔
۳۴۔ معانی القرآن، ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء، ج ۲، ص ۳۴۹، مطبعۃ دار السرور۔
۳۵۔ احکام القرآن، ابوبکر الجصاص، ج ثالث، ص ۳۷۵، مطبعۃ دار الکتب العربی بیروت۔
۳۶۔ معالم التنزیل، امام بغوی، ج ۵، ص ۱۶۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
۳۷۔ الکشاف، علامۃ زمخشری، ج ثلاث، ص ۲۷۴، مطبعۃ انتشارات آفتاب، تہران۔
۳۸۔ زادالمسیر فی علم التفسیر، علامہ ابن جوزی، ج ۶، ص ۴۲۲، مطبعۃ المکتب الاسلامی دوحہ قطر۔
۳۹۔ التفسیر الکبیر، امام رازی، ج ۲۵، ص ۲۳۰، دار الکتب العلمیۃ، تہران۔

☆جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہو اسے ترجیح حاصل ہوگی ☆

۴۰۔ انوار التنزیل، امام نسفی، ج ۵، ص ۱۳۸، مطبعۃ العامرۃ۔
۴۱۔ مدارک التنزیل، امام نسفی، ج ۵، ص ۱۳۸، مطبعۃ العامرۃ۔
۴۲۔ لباب التاویل فی معانی التنزیل، امام خازن، ج ۵، ص ۱۳۸، مطبعۃ العامرۃ۔
۴۳۔ البحر المحیط، علامۃ ابن حیان الاندلسی، ج ۷، ص ۲۵۰، مطابع الضر الحدیثیۃ الریاض۔
۴۴۔ الجامع لاحکام القرآن، امام قرطبی، ج ۷، ص ۲۴۳، داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۴۵۔ تفسیر القرآن العظیم، علامہ ابن کثیر، ج ۳، ص ۵۶۹، دارالسلام ریاض۔
۴۶۔ تفسیر جلالین، امام محلی وسیوطی، ص ۵۶۳، دارالعربیۃ۔
۴۷۔ اللباب، ابن عادل الحنبلی، ج ۵، ص ۵۸۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔
۴۸۔ نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، برہان الدین البقاعی، ج ۵، ص ۴۱۲، مکتبہ ابن تیمیہ، بیروت۔
۴۹۔ **المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز**، ابن عطیہ الاندلسی، ج ۱۲، ص ۱۱۶۔
۵۰۔ تفسیر التحریر والتنویر، ابن عاشورا، ج ۲۲، ص ۱۰۷۔
۵۱۔ فتح القدیر، امام شوکانی، ج ۴، ص ۳۰۴، دارالفکر بیروت۔
۵۲۔ روح المعانی، علامہ آلوسی، ج ۲۲، ص ۸۹۔
۵۳۔ فتح البیان فی مقاصد القرآن، علامہ قنوجی، ج ۱۱، ص ۱۴۳، ادارہ احیاء التراث السلامی، بیروت
۵۴۔ التفسیر المنیر لمعالم التنزیل، محمد بن عمر الجاری النووی، ج ۲، ص ۱۸۹، دارالفکر، بیروت۔
۵۵۔ تفسیر المراغی، احمد مصطفیٰ المراغی، ج ۲۲، ص ۳۶، ادارہ احیاء التراف العربی، بیروت۔
۵۶۔ **تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان**، الشیخ علامہ عبدالرحمٰن ناصر السعدی، ص ۶۱۸، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔
۵۷۔ اضواء البیان، علامہ شنقیطی، ج ۶، ص ۵۸۶۔
۵۸۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن، ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، دارالسلام، ریاض۔
۵۹۔ تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، ج ۷، ص ۳۸۴۔
۶۰۔ أیسر التفاسیر، الشیخ ابوبکر جابر الجزائری، ص ۵۸۰۔
۶۱۔ البحر المدید، ابن عجیبہ الحسنی، ج ۶، ص ۵۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔
۶۲۔ التفسیر المنیر، الدکتور وھبہ الزحیلی، ج ۲۲، ص ۱۰۶، دارالفکر، دمشق۔

۶۳۔ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع صاحب، ج ۷، ص ۲۳۵، ادارۃ المعارف، کراچی۔

۶۴۔ تفہیم القرآن، مولانا مودودی، ج ۴، ص ۱۲۹، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔

۶۵۔ ترجمان القرآن، مولانا ابوالکلام آزاد، ج ۳، ص ۲۱۵، اسلامی اکادمی، لاہور۔

۶۶۔ تدبر قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی، ج ۶، ص ۲۶۹، فاران فاؤنڈیشن، لاہور۔

۶۷۔ ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ صاحب، ج ۴، ص ۹۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

۶۸۔ احسن البیان، مولانا صلاح الدین یوسف، ص ۵۵۸، مکتبہ دارالسلام، لاہور۔

۶۹۔ معارف القرآن، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، ج ۵، ص ۵۴۵، مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

۷۰۔ تفسیر عثمانی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، ص ۵۶۸، مجمع الملک فہد سعودیہ۔

۷۱۔ ششماہی منہاج: ص ۱۲۰۔

۷۲۔ ایضاً: ص ۱۲۱۔

۷۳۔ الاحکام فی أصول الأحکام، علامہ آمدی، ج ۱، ص ۱۸۱۔

۷۴۔ الوجیز فی اصول الفقہ، الدکتور عبدالکریم زیدان، ص ۵۵۔

۷۵۔ المستدرک علی الصحیحین، امام حاکم، ج ۱، ص ۴۵۴۔

۷۶۔ مؤطا امام مالک، امام مالک، باب وانما یعمل الرجل ما دام حیا فاذا مات فقد انقضی۔

۷۷۔ الوجیز فی أصول الفقہ، الدکتور عبدالکریم زیدان، ص ۲۰۲ و ۲۰۳۔

۷۸۔ التفسیر المنیر، الدکتور وھبہ الزحیلی، ج ۲۲، ص ۱۱۰، دالفکر، دمشق۔

۷۹۔ النور: ۳۱۔

۸۰۔ اضواء البیان، علامہ شنقیطی، ج ۶، ص ۱۹۸۔

۸۱۔ تفسیر طبری، ابن جریر طبری، ج ۹، ص ۳۰۴۔

۸۲۔ تفسیر القرآن العظیم، ابن ابی حاتم الرازی، ج ۸، ص ۲۵۷۵، دارالفکر۔

۸۳۔ ایضاً۔

۸۴۔ ایضاً۔

۸۵۔ الموافقات، امام شاطبی، ج ۲، ص ۱۲۔
۸۶۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب حج المرأۃ عن الرجل۔
۸۷۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ)۔
۸۸۔ فتح الباری، ج ۸، ص ۴۹۰، المکتبۃ السلفیۃ۔
۸۹۔ تفسیر طبری، ابن جریر طبری، ج ۹، ص ۳۰۴۔
۹۰۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۲، ص ۳۹۷، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، بیروت۔
۹۱۔ رواہ النسائی، کتاب الزینۃ، باب ذیول النساء۔
۹۲۔ تفسیر طبیر، علامہ ابن جریر طبری، ج ۹، ص ۳۰۴۔
۹۳۔ تہذیب الکمال، جمال الدین یوسف المزی، ج ۷، ص ۱۰۳، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔
۹۴۔ السنن الکبری، امام بیہقی، کتاب النکاح، باب ما تبدی المرأۃ من زینتها۔
۹۵۔ تہذیب الکمال، امام مزی، ج ۱، ص ۵۴۔
۹۶۔ مصنف ابن ابی شیبۃ، کتب النکاح، باب (وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ)۔
۹۷۔ تہذیب الکمال، ج ۳، ص ۳۵۹، امام مزی۔
۹۸۔ ابن عطیہ الاندلسی المحرر الوجیز، ج ۱۰، ص ۴۸۸، ۴۸۹۔
۹۹۔ پردہ اور قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی، ص ۷۔
۱۰۰۔ تفسیر الطبری، ابن جریر طبری، ج ۹، ص ۳۰۵۔
۱۰۱۔ تہذیب الکمال، امام مزی، ج ۵، ص ۲۶۲۔
۱۰۲۔ ششماہی منہاج: ص ۱۳۳۔
۱۰۳۔ ایضاً۔
۱۰۴۔ سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب فی المحرمة تعطی وجهها۔ یہ روایت حسن ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے (حجاب المرأة المسلمة، علامہ البانی، ص ۵۸)
۱۰۵۔ المستدرک علی الصحیحین، امام حاکم، ج ۱، ص ۴۵۴۔ یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (حجاب المرأۃ المسلمۃ، علامہ البانی، ص ۵۰)۔
۱۰۶۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب لَوْ لَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ...... الخ۔

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

۱۰۷۔ صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت الفجر۔

۰۸۔ فتح الباری، ج ۲، ص ۵۵، المکتبۃ السلفیہ۔

۱۰۹۔ شرح نووی، صحیح مسلم، ج ۵، ص ۱۴۴، ۱۴۵، دار الفکر، بیروت۔

۱۱۰۔ صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ۔

۱۱۱۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لبن الفحل۔

۱۱۲۔ صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب تحریم الرضاعۃ من ماء الفحل۔

۱۱۳۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ اذا ارادان یتزوجھا۔ یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اس کو صحیح تر قرار دیا ہے۔

۱۱۴۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب ما ینھی من الطیب للمحرم والمحرمۃ۔

۱۱۵۔ مجموعۃ رسائل فی الحجاب والسفور، جماعۃ من العلماء، ص ۸۰، ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء، ریاض۔

۱۱۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب العتق، باب فی المکاتب یؤدی بعض کتابۃ فیعجز او یموت۔

۱۱۷۔ سبل السلام، امیر صنعانی، ج ۴، ص ۱۴۶۔

۱۱۸۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ اذا ارادان یتزوجھا۔ یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۱۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخضاب للنساء۔ یہ روایت حسن ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔

۱۲۰۔ سنن الترمذی، کتاب اللباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی جر ذیول النساء۔ یہ روایت صحیح ہے۔ اور علامہ البانی نے بھی اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے عورتوں کے پاؤں کو ستر قرار دیا ہے۔ (حجاب، علامہ البانی، ص ۳۶)۔

۱۲۱۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون الرجل بامرأۃ الاذو محرم۔

۱۲۲۔ سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات و رواہ ابن حبان فی صحیحہ والطبرانی فی الکبیر۔ (امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے)۔

فرض وہ امر ہے جس کے کرنے کا لازمی مطالبہ کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو (اصول فقہ)

۱۲۳۔ النہایہ فی غریب الحدیث، ابن الأثیر الجزری، ج ۳، ص ۲۴۵۔
۱۲۴۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر ،باب ما یقول اذا رجع من الغزو۔
۱۲۵۔ اخرجہ ابن سعد بحوالہ حجاب المرأۃ المسلمۃ، علامہ البانی، ص ۴۹، ۵۰۔
۱۲۶۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر۔
۱۲۷۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ طائف فی شوال سنة ثمان۔
۱۲۸۔ سنن نسائی، کتاب الزینۃ، باب الخضاب للنساء۔
۱۲۹۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب وجوب الصلاۃ فی الثیاب۔
۱۳۰۔ النور: ۶۰۔
۱۳۱۔ تفسیر الطبری، ابن جریر طبری، ج ۹، ص ۳۴۸۔
۱۳۲۔ تفسیر بغوی، امام بغوی، ج ۴، ص ۴۴۹۔
۱۳۳۔ تفسیر کشاف، علامہ زمخشری، ج ۳، ص ۸۶۔
۱۳۴۔ اصول الفقہ الاسلامی، الدکتور وھبہ الزحیلی، ج ۱، ص ۳۶۲، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

احادیثِ مبارکہ کی تبویب وترتیب نو کے ساتھ
فقہِ اسلامی کا عربی زبان میں ایک خوبصورت مرقع

المستند

تالیف: علامہ غلام رسول قاسمی
تقریظ: حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
ناشر: مطبوعاتِ رحمۃ للعالمین، بشیر کالونی، سرگودھا